سلسلۂ اشاعت: ۷۷

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام

خطاب از

حضرت مولانا مفتی ابو بکر جابر قاسمی دامت برکاتہم

(ناظم کہف الایمان ٹرسٹ، صفدر نگر، بورابنڈہ، حیدرآباد)

ضبط و ترتیب

مفتی محمد عرفان زمزم قاسمی

(ناظم مدرسہ اصلاح البنات، وکاس نگر، کاماریڈی)

رابطہ نمبر

9553863625, 7013202916

تفصیلاتِ کتاب

نام کتاب	:	میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیغام
خطاب	:	حضرت مولانا مفتی ابوبکر صاحب جابر قاسمی
		(ناظم کہف الایمان ٹرسٹ، حیدرآباد)
کمپوزنگ	:	گرافک سولیوشن (9634990960)
سن طباعت	:	۱۴۴۲ھ مطابق ۲۰۲۱ء
تعداد صفحات	:	۲۴

زیر اہتمام

مسجد عظیم و مدرسہ اصلاح البنات

وکاس نگر، کاماریڈی (تلنگانہ)

فہرس

صفحہ نمبر	عناوین
۵	**میلاد النبی ﷺ کا پیغام**
۵	⊙ تمہید
۶	⊙ حضور ﷺ کے دو میلاد ہیں
۸	⊙ میلاد روحانی
۹	⊙ حضور ﷺ کو اللہ نے کامل انسان بنایا
۱۰	⊙ حضور ﷺ کی منصفانہ زندگی
۱۱	⊙ حضور ﷺ کا اپنے ماتحتوں کے ساتھ برتاؤ
۱۲	⊙ حضور ﷺ کی زندگی کے عملی پہلوؤں کو اجاگر کریں
۱۳	⊙ میلاد کے نام پر تماشہ
۱۴	⊙ عاشق رسول یا گستاخ رسول؟
۱۵	⊙ حضور ﷺ کی تاریخ پیدائش ووفات
۱۶	⊙ عشق رسول کا تقاضہ
۱۸	⊙ یہ کیسی محبت ہے؟
۱۹	⊙ اسلاف کے طریقہ کو اپنائیں

- ⊙ موجودہ زمانہ میں گناہوں کی کثرت ۱۹
- ⊙ عشق حقیقی کیا ہے؟ ۲۰
- ⊙ حضور ﷺ کا انداز تربیت ۲۲
- ⊙ ہماری بربادیوں کی اصل وجہ ۲۳





میلاد النبی ﷺ کا پیغام

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له و نشهد ان سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله أرسله بالحق بشيراً ونذيراً

تمہید:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾(۱)

''تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آئے ہیں، تمہاری مشقتیں ان پر نہایت گراں گذرتی ہیں، وہ تمہارے بڑے ہی بہی خواہ ہیں، مومنوں کے ساتھ بہت شفیق اور مہربان ہیں۔''

میرے عزیزو اور دینی ماؤں اور بہنو!

ربیع الاول کا مہینہ بالعموم ساری دنیا میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی پیدائش اور اس

(۱) التوبة:۱۲۸

کے واقعات اور اس سے پہلے کے حالات، اور آپ ﷺ کے نبی بنائے جانے سے پہلے اللہ نے آپ کو جو کمالات نوازے تھے ان سب کے تذکرے ہوتے ہیں، اس موقع پر لمبی بات کرنے کی ہمت بھی نہیں ہے؛ لیکن اس موقع سے ہمیں کچھ کرنے کے کام سیکھنے کا موقع ملتا ہے، اور جلسۂ میلاد النبی کے منفی اور مثبت پہلو کیا کیا ہو سکتے ہیں وہ بیان کرنا مقصود ہے۔

ہمارے اکابر میں ایک بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ، وہ فرماتے تھے کہ ہم تو ہر وقت میلاد النبی میں مشغول ہیں، اگر آقا ﷺ کی ولادت نہ ہوتو ہمیں کلمۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی نہ ملتا، ہم تو ہر لمحہ جلسۂ میلاد النبی ﷺ منا رہے ہیں، ہم تو ہر لمحہ میلاد النبی ﷺ کی نورانیت میں رہنا چاہتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ اور دیگر دسیوں اکابر نے لکھا کہ پیدائش کے واقعات تو بہت بڑی چیز ہے، ان کی جوتیوں کا تذکرہ، حضرت محمد ﷺ کے غلاموں کا تذکرہ، ان کے نوکروں اور خادموں کا تذکرہ، ان کی سواری لے جانے والے جانوروں کا تذکرہ، ان کے شہر کی گلیوں کا تذکرہ اور ان کے شہر کے گرد وغبار کا تذکرہ بھی ہم باعث برکت سمجھتے ہیں، ان کے غلاموں کے غلاموں کا تذکرہ بھی ہم باعث سعادت سمجھتے ہیں؛ لیکن شرط یہی ہے کہ محبت کے اظہار میں آپ بے ادب نہ ہو جائیں، محبت کے اظہار میں آپ شریعت کے حدود کو پھلانگنے والے نہ بن جائیں، عشق کے اظہار میں آپ انسانیت کو اور اس کی راحتوں کو، اس کے چین کو پامال کرنے والے، ختم کرنے والے نہ بن جائیں۔

حضور ﷺ کے دو میلاد ہیں:

حضرت آقا ﷺ کے دو میلاد ہیں، ایک میلاد جسمانی ہے اور دوسرا میلاد روحانی ہے، میلاد جسمانی آپ ﷺ کا اس دنیا میں تشریف لانا ہے اور میلاد روحانی آپ ﷺ کا چالیس سال کی عمر میں نبی بنایا جانا ہے، آپ ﷺ کی پیدائش آپ ﷺ کی صورت مبارکہ ظاہر ہونے کا ذریعہ بنی اور چالیس سال کی عمر آپ ﷺ کی سیرت طیبہ،

آپ ﷺ کی مبارک صفات کے ظاہر ہونے کا ذریعہ بنی۔

حضرت آقا ﷺ کی پیدائش پر جمال ظاہر ہوا اور چالیس سال کی عمر میں آپ ﷺ کا کمال ظاہر ہوا، جب آپ ﷺ کی پیدائش ہوئی تو آپ ﷺ محمد بن عبد اللہ تھے، اور جب آپ ﷺ کی روحانی ولادت چالیس سال کی عمر میں ہوئی تو آپ محمد رسول اللہ ﷺ تھے۔

ہمارے میلاد کے جلسوں کا ایک پہلوتو بہت اچھا ہے کہ صورت کے اس دنیا میں آنے، جسم مبارک کے اس دنیا میں ظاہر ہونے، آپ ﷺ کے جمال کے نمایاں ہونے کے واقعات کا ذکر تو بہت کیا جاتا ہے؛ لیکن حضرت محمد ﷺ کے نبی بنائے جانے کے بعد آپ ﷺ کے کمال، آپ ﷺ کی سیرت کے ظاہر ہونے کے بعد جو انقلابی زندگی ہے، جس سے اصل عملی پیغام ملتا ہے اس کا تذکرہ نہیں کیا جاتا، واقعی آقا ﷺ کا نسب آپ ﷺ سے لیکر حضرت آدم علیہ السلام تک پاکیزہ نسلوں میں، پاکیزہ سینوں میں اللہ تعالیٰ منتقل کرتے رہے ہیں۔

کوئی شک نہیں ہے کہ اماں جان حضرت آمنہ نے آپ ﷺ کا بوجھ محسوس نہیں کیا، ولادت کی کوئی مشقت نہیں ہوئی، بدبو کا کوئی تصور نہیں ہے، بلکہ اس کمرہ سے خوشبو پھوٹ رہی تھی، آپ ﷺ کا دنیا میں آنا ایک طرح سے سجدہ کی کیفیت سے قریب تھا، حضرت آقا ﷺ کی ولادت پر ان کی والدہ نے کہا کہ ''میں انہیں ایک اللہ کی پناہ میں دے رہی ہوں ہر حسد کرنے والے سے''۔

بچپن میں بھی آقا ﷺ کا ستر کھلنے نہیں دیتے تھے، حضرت آقا ﷺ نے حضرت حلیمہ سعدیہ کے ایک طرف سے تو دودھ پیا، دوسری طرف سے دودھ نہیں پیا تاکہ اپنے دوسرے رضاعی بھائیوں کے ساتھ بے انصافی نہ ہوجائے، جب حضرت حلیمہ سعدیہؓ نے آپ ﷺ کو گود میں لیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کیا برکتیں ظاہر فرمائیں، ان کی سواری کے

تھن دودھ سے بھر گئے، جہاں پر حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے جانور چرتے تھے وہاں پر ہریالی ہوا کرتی تھی، حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے گھر میں برکتیں نازل ہونے لگیں، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بچپن میں بھی کانوں پر اور دل پر ان کے جسم پر پہرہ لگایا تھا کہ کانوں میں کوئی گانے بجانے کی آواز نہ پہنچے، حلیمہ سعدیہ کے بچے لیکر آئے کہ چلو محمد! آج رات مکہ مکرمہ میں گانے بجانے کی محفل دیکھیں، حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے بچے پہنچے، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری آنکھ لگ گئی، کوئی گانے بجانے کی آواز میرے کانوں میں نہیں پڑی، جب سویرا ہوا، سورج چڑھ گیا، تپش لگی تب میری آنکھ کھلی، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے غیبی طور پر اتنا بہترین اور پاکیزہ نظام طے کر دیا تھا۔

میلادِ روحانی:

میرے عزیزو! میلادِ روحانی کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملات کیسے تھے؟ معاشرت کیسی تھی؟ ان کے اخلاق کیسے تھے؟ ان کا برتاؤ ان کے چھوٹوں کے ساتھ کیسا تھا؟ ان کا برتاؤ ان کے بڑوں کے ساتھ کیسا تھا؟ ان کے قرض لینے، ان کے قرض دینے کا طریقہ کیسا تھا؟ ان کا اپنی بیٹیوں کے ساتھ، داماد کے ساتھ برتاؤ کیسا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے سسر کے ساتھ سلوک کیسا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے رشتہ داروں کے ساتھ معاملہ کیسا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھریلو زندگی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کا انداز کیسا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تاجرانہ سیاسی میدان کیسا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داعیانہ زندگی کیسی تھی؟ مشرکوں کے ساتھ کیسا برتاؤ تھا؟ یہودیوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلقات کیسے تھے؟ عیسائیوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاہدے وغیرہ یہ سارے وہ موضوعات ہیں جن پر گفتگو کی جانی چاہیے، جو امت کو بتلانا چاہیے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ میں دشمنوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا، قتال کے آداب کیا تھے؟ جزیہ کب لیا جاتا ہے؟ یہ وہ پیغام ہے کہ جو اس امت کی گردن پر ہے کہ امت اس پیغام کو ساری انسانیت تک پہنچائے۔

حضور ﷺ کو اللہ نے کامل انسان بنایا:

میرے عزیزو! اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو کامل انسان بنایا اوران کی زندگی کے ایک ایک شوشہ، ایک ایک سنت، خلوت وجلوت کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا، تاکہ انسانیت کے لئے عمل کرنے میں دشواری نہ ہو، اگر ریکارڈ نہ ہوتو عمل کیسے کیا جائے گا؟

حضرت مولانا منظور نعمانی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مجھے پتہ نہیں ہے کہ میرے والد کرتا پہنتے ہیں تو پہلے سیدھا پہنتے ہیں یا الٹا؟ جب اتارتے ہیں تو پہلے بایاں اتارتے ہیں یا سیدھا؟ لیکن مجھے حضرت محمد ﷺ کی اداؤں کا علم ضرور ہے، دنیا کی کوئی قوم ان کے پیغمبر امن ہونے پر انگلی نہیں اٹھاسکتی، آج ساری دنیا میں دہشت گردی ہے، ایک فرسٹ ورلڈ وار میں جتنے انسانوں کی جانیں لی گئیں پورے چودہ سوسال میں مسلمانوں کی جنگوں میں اتنے نہیں مرے، خود نبی پاک ﷺ کی زندگی میں جو جنگیں لڑنا پڑا ان جہاد اور جنگوں میں صرف ۸۰۰؍آدمی مرے، اس سے زیادہ تو ایک فساد میں مرجاتے ہیں، اس سے زیادہ دشمن کے ایک حملہ میں مرجاتے ہیں۔

حضرت نبی پاک ﷺ کتنے پرامن اور کتنے کم افراد کی جانوں کو لگانے کے ساتھ آپ ﷺ نے دنیا میں انصاف قائم کیا، دنیا سے جرائم اور کرمنلس کو ختم کیا، آج بڑے بڑے ممالک کو دیکھو ہر جگہ قتل وغارتگری ہے، لوٹ کھسوٹ ہے، فسادات ہیں، ناانصافی کا بازار گرم ہے، امریکہ ہو کہ یوروپ، لندن ہو کہ جاپان و چائنا ہر جگہ کا یہی حال ہے، اور ادھر حضور ﷺ کا نظام دیکھو کہ مجرم خود آپ ﷺ کے پاس آکر کہہ رہا ہے کہ یارسول اللہ ﷺ! مجھے میرے گناہوں سے پاک کردیجئے، وہاں پر بے حیائی کرنے والی اور بے حیائی کرنے والا آکر کہتا ہے کہ مجھے پتھر مار کر میری جان لے لی جائے، آپ ﷺ نے وہ منصفانہ زندگی گذاری کہ مجرم خود اقرار جرم اوراعتراف جرم کرتے ہیں۔

حضور ﷺ کی منصفانہ زندگی:

آج کسی سی۔ایم۔کسی پی۔ایم کا کیس عدالتوں میں چلا جائے تو تاریخیں بدلتی رہتی ہیں، جج بدلتے رہتے ہیں، کمزوروں کو انصاف نہیں ملتا، اور وہاں پر فاطمہ بنت قیس قبیلہ قیس کی عورت نے چوری کی، صحابہ نے سفارش کی کہ یارسول اللہ ﷺ! بڑے رئیس کی بیٹی ہے، آپ اسے چھوڑ دیں، اس کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں، حضرت نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیس کی بیٹی فاطمہ ہی نہیں، اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی ہے تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ دوں گا، یہ ایک منصفانہ انداز حکمرانی ہے۔

آج دنیا میں ایسی جیلیں ہیں جہاں بے گناہ اور معصوم لوگوں کے ساتھ انسانیت سوز حرکتیں کی جاتی ہیں، آقا ﷺ نے قیدیوں کو رہا کرنے کی فضیلت بتلائی، غلاموں کو رہا کرنے پر ثواب بتلایا، فرمایا کہ غلاموں کو وہ کھلاؤ جو تم کھاتے ہو، وہ پہناؤ جو تم پہنتے ہو، اس کی راحت کا خیال رکھنا، تمہیں اللہ نے ذمہ دار بنایا، انہیں اللہ نے ماتحت بنایا، آج بھی ساری دنیا برابری کے نام پر عورتیں ظلم کر رہی ہیں، بیواؤں کو آشرموں میں سڑا رہی ہیں، آج بھی عورتوں کے پیدا ہونے سے پہلے اسقاط حمل کرادیا جاتا ہے، آج بھی ہندو اور ہندوؤں سے متاثر مسلمان معاشرہ لڑکیوں کے پیدا ہونے کو منحوس سمجھتا ہے۔

حضرت آقا ﷺ نے عورت کو حقیقی عزت دلائی ہے، حقیقی اس کی صلاحیت اور اس کی جسمانی ساخت اور اس کی جسمانی کمزوری اور اس کے دل میں ماں کی شفقت اور بہن والی ہمدردی کے اعتبار سے جو ڈیوٹی اس کے لیے مناسب تھی حضرت محمد ﷺ نے وہی ڈیوٹی اور وہی ذمہ داری اس عورت کے اوپر ڈالی ہے، آج بھی دنیا کا کوئی قانون عورت کو میراث کا حق نہیں دیتا، آقا ﷺ نے عورت کو میراث کا حق دلایا ہے، آج بھی بڑا بیٹا ساری جائیداد پر یا بیٹی سے کہہ دیا جاتا ہے کہ جو دینا تھا جہیز میں دیدیا، عورت پر فائننشیل برڈن نہیں ہے، کسی کو پالنے کی ذمہ داری نہیں ہے، کھلانے کمانے کا بوجھ نہیں ہے؛ لیکن یہ

باپ کا حصہ ہے، اگر بیوی ہے اور شوہر کا انتقال ہو گیا تو اب اسکے سارے اخراجات اس کے بیٹے کے ذمہ ہیں، بہن کے اخراجات بھائی کے ذمہ ہیں، بیٹی کے اخراجات باپ کے ذمہ ہیں اگر وہ زندہ ہو؛ لیکن اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں میراث کا حق دیا، خرچ کرنے کی ذمہ داری نہیں ہے؛ لیکن میراث کا حق دیا، اس سے زیادہ کون اس عورت پر رحم کرنے والا ہے؟

حضور ﷺ کا اپنے ماتحتوں کے ساتھ برتاؤ:

آپ ﷺ دنیا سے پردہ فرمارہے ہیں اور زبان سے یہ الفاظ جاری ہیں: الصلاۃ الصلاۃ وما ملکت أیمانکم ،اپنے ماتحتوں کے بارے میں، اپنے نوکروں کے بارے میں، اپنے خادموں کے بارے میں، اپنے ماموروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔

آپ ﷺ نے کبھی کسی عورت پر ہاتھ نہیں اٹھایا، کسی بچہ پر ہاتھ نہیں اٹھایا، کسی خادم پر آپ ﷺ نے ہاتھ نہیں اٹھایا، حضرت نبی پاک ﷺ کی زندگی کے اس پہلو کو بتاؤ، آپ نے اپنے ملک میں رہنے والے اقلیتی طبقہ کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا، آپ نے اقلیتوں کو کیا حقوق دیے؟ اگر تم پر حملہ ہوتا ہے تو ہم بھی مقابلہ کریں گے، اگر تمہارے آدمی کو تمہارا آدمی قتل کرتا ہے تو مسلمان کو ذمی کے بدلہ میں قتل کیا جائے گا، غیر مسلم کے بدلہ میں قتل کیا جائے گا، آپ نے غیر مسلم کے ساتھ مزاج پرسی، اس کے ساتھ وعدہ پورا کرنا، اس کے جنازہ میں پرسہ دینا، اسے اپنے ملک میں رہتے ہوئے مذہبی آزادی کی نعمت سے نوازا، حضرت محمد ﷺ نے اقلیتوں پر ظلم نہیں کیا، آپ ﷺ نے اپنے ساتھ انسان ہونے کے ناطے انہیں مساویانہ حقوق دیے، کیوں کہ سکیوریٹی دی جارہی تھی اس لیے ان سے ٹیکس لیا، آج کل کی حکومتوں کی طرح نہیں کہ بڑے بڑے ٹیکس لیے جائیں، سوائے منسٹروں کی فضول خرچی کے کسی اور جگہ پر ٹیکس نہ لگتا ہو، حضرت آقا ﷺ نے بہت تھوڑا جزیہ، بہت تھوڑا خراج اور بہت تھوڑا عشر لیا؛ لیکن اپنے پاس رہنے والوں کو امن دیا، اپنے پاس رہنے والوں کو

برابر کے حقوق دیے۔

اس زمانہ میں دنیا جانوروں کو اتنا حق دینے کے لئے تیار ہے جتنا اپنے ماں باپ کو دینے کے لیے تیار ہے، اتنا حق دینے کے لئے تیار ہے جتنا انسان اور اپنی بیوی کو دینے کے لئے تیار ہوتا ہے، اسلام نے جانوروں کے بھی حقوق رکھے ہیں کہ ان کے چہروں پر نہ مارنا، انہیں داغنا نہیں، ان پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہ لادنا اور انہیں کرسی نہ بنانا، سواری کے جانور کو سواری کے لئے، ہل جوتنے والے جانور کو ہل جوتنے کے لئے استعمال کرنا، بڑھاپے میں اس کے چارہ کا خیال کرنا اور انہیں ہریالی چرنے کے لئے چھوڑنا، آقا ﷺ نے جانور کے حقوق بتلائے کہ جب اسے ذبح کیا جائے تو چھری اس کے سامنے تیز نہ کرنا، اور چھری تیز کرنے کے بعد ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرنا، اللہ کے نام کے بغیر جانور تمہارے لئے حلال نہیں ہوسکتا ہے، ایک عورت نے اپنے جانور کو چارہ نہ دیا، اسے باندھ کر رکھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے جہنم میں ڈال دیا؛ کیوں کہ اس نے اپنے جانور کی غذا کو روکا، اور ایک بدکار عورت نے ایک کتے کو پانی پلایا تو اللہ نے اس عمل پر اس کی مغفرت کا فیصلہ فرمادیا۔

حضور ﷺ کی زندگی کے عملی پہلوؤں کو اجاگر کریں:

ضرورت اس بات کی ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے ان عملی پہلوؤں کو عام کیا جائے، ہمارے ملک ہندوستان کا بہت ہی دیندار، اہل علم، مدرسوں والا، رفاہی تنظیموں والا، تاجرانہ مزاج رکھنے والا شہر بھٹکل ہے، وہاں ایک مرتبہ کمپٹیشن رکھا گیا غیر مسلم بچوں اور بچیوں کے درمیان کہ حضرت نبی پاک ﷺ کی زندگی پر تمہیں آرٹیکل لکھنا ہے، مضمون لکھنا ہے، تاکہ آقا ﷺ کی زندگی کا تعارف ہو، آرٹیکل لکھا گیا، کمپٹیشن ہوگیا، انعامات کی تقسیم کا جلسہ تھا، ملک کے بڑے عالم دین حضرت مولانا رابع حسنی ندوی صاحب دامت برکاتہم بھی اس جلسہ میں مدعو تھے اور آپ انعامات تقسیم کررہے تھے، ایک غیر مسلم بچی

کا نام پکارا گیا، حضرت مولانا رابع حسنی صاحب نے اس بچی کو ۲۵۰۰۰ رپچیس ہزار روپے انعام دیا اور فرمایا کہ بیٹا آپ کا یہ انعام ہے، اس بچی نے کہا کہ میں اس انعام کی مستحق نہیں ہوں، حضرت مولانا رابع حسنی ندوی صاحب نے کہا کہ تمہارا نام تو یہی ہے نا؟ کہنے لگی کہ ہاں نام تو یہی ہے؛ لیکن آپ لوگوں کی شرط ہے کہ مسابقہ میں حصہ لینے والا غیر مسلم ہو، جب میں وہ مقالہ اور آرٹیکل لکھ رہی تھی تو غیر مسلم تھی، اب میں انعام لینے کے لئے آئی ہوں تو مسلمان بن چکی ہوں، اب شاید میں آپ کے انعام کی مستحق نہیں ہوں۔

میرے بزرگو! حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کو پھیلانا اپنے عمل میں لاکر، ہم نے بدنام کیا، ہم نے غلط نمائندگی کی، جو کتابوں میں ہے وہ زندگیوں میں نہیں ہے اور جو زندگیوں میں ہے وہ کتابوں میں نہیں ہے، اگر وہ مسلمان تھے تو ہم کیا ہیں؟ اور اگر ہم مسلمان ہیں تو وہ کیا تھے؟

میلاد کے نام پر تماشہ:

ہم ان بستیوں میں رہتے ہیں بتاؤ کہ یہ کون سا میلاد کا جلسہ ہے؟ یہ کون سی میلا ہے کہ میرے نبی پیدا ہوئے تو میں محلہ میں کسی کو سونے نہیں دوں گا، میرے نبی رحمۃ للعالمین بن کر آئے تو میں ہر ایک کی جیب سے پیسے وصول کروں گا، میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش ہوگئی اب میں سارے محلہ میں چراغاں کر کے اور ایسی نمائشیں اور ایسے ماڈلس اور ایسی فضول خرچیاں اور ایسی لایعنی حرکتیں کہ زبردستی سڑک پر سے گذرنے والوں کو پکڑ کر کھلاؤں گا، چاہے سال بھر اپنی ماں کو پیسے لاکر نہ دوں، چاہے اپنی بوڑھی ہونے والی بہن کے نکاح کا انتظام نہ کروں، چاہے کبھی کسی محلہ کی بیوہ کی خبر نہ لوں؛ لیکن بارہ ربیع الاول کو ہر گذرنے والے کو پکڑ کر میں کھانا کھلاؤں گا، یہ کون سا عشق ہے ہمیں پتہ نہیں ہے، یہ کون سا میلاد کا مہینہ ہے ہمیں پتہ نہیں ہے، کہ قوالیاں لگائی جارہی ہوں، میوزک بجائے جارہے ہوں، اماں جان

حضرت عائشہؓ کے پاس ایک لڑکی آئی، جس کے پیر میں گھنگرو والا زیور تھا، اماں جان حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ یا اس بچی کو یہاں سے لے جاؤ، یا اسکے پیر میں جو گھنگرو ہے اسے نکالو، میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہے، ہر میوزک کے ساتھ شیطان ہے۔

عاشق رسول یا گستاخ رسول؟

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا واقعہ ہے، اماں جان حضرت عائشہؓ کا بھی واقعہ ہے کہ راستہ میں گانا بجانا چل رہا تھا تو انہوں نے کانوں میں انگلیاں ڈال دیں اور یہ فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھی ایسا ہی موقع آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لی تھیں۔

اب یہ عاشق رسول ہے یا گستاخ رسول ہے؟ جہاں پر عورتوں کو بے پردہ کیا جا رہا ہے، جہاں پر فرض نماز کا اہتمام نہ ہو، حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ماں پر بھی اس وقت بوجھ نہیں بنے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیٹ میں تھے اور زمین پر بھی باعث رحمت بن کر آئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا گیا، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امت، انسانیت اور زمین و آسمان کے لئے رحمت کا باعث بنا کر بھیجا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری انسانیت اور دنیا کے لیے رحمت ہوں اور ان کا امتی انسانیت کے لئے زحمت، مصیبت اور تکلیف کا سبب بن جائے تو یہ کیسے ان کا امتی کہلانے کے لائق ہوگا؟

وہ اشعار پڑھے جاتے ہیں جو حد سے آگے کے ہیں، بیجا تعریفیں کی جاتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عبدیت کی حدود سے نکال کر عبودیت کی حدود میں داخل کر دیا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کے مقام سے اٹھا کر خدا کے مقام میں داخل یا شریک کر دینا یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت ومنقبت نہیں ہے بلکہ یہ گستاخی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اس طرح بیجا تعریف نہ کرنا جس طرح یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بیجا

تعریفیں کر کے انہیں عبدیت کے مقام سے نکال کر عبودیت کے حدود میں داخل کر دیا تھا۔

ایک تقریر چل رہی تھی، بچیاں نعتیہ اشعار پڑھ رہی تھیں، چھوٹی چھوٹی بچیاں تھیں، کوئی گانا بجانا نہیں تھا، کوئی دف نہیں تھا، وہ بچیاں کہہ رہی تھیں: وفینا نبی یعلم ما فی غد کہ ہمارے درمیان ایک ایسے نبی ہیں جو جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا؟ حضرت نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ بچوں یہ والا شعر نہ پڑھو، یہ مبالغہ ہے، یہ میرے حقیقی وصف کی ترجمانی نہیں ہے، میرے حقیقی کمال کی ترجمانی نہیں ہے۔

حضور ﷺ کی تاریخ پیدائش و وفات:

حضرت آقا ﷺ کی پیدائش کا دن بھی مؤرخون کے پاس طے نہیں ہے، وفات کا دن بھی طے نہیں ہے، کم سے کم پیدائش کے دن میں تو اختلاف ہے، اللہ تعالیٰ نے آقا ﷺ کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات کو محفوظ نہیں رکھا، تاکہ امت ان کے نام پر اس دن کوئی رسم انجام دینے والی نہ بن جائے، کوئی طوفان بدتمیزی کھڑا کرنے والی نہ بن جائے، حضرت حکیم الامت ؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ربیع الاول میں اس لئے پیدا کیا کہ یہ موسم بہار ہے اور آقا ﷺ کے ذریعہ سے واقعی ساری مردہ انسانیت میں بہار آ گئی، اللہ تعالیٰ نے پیر کے دن پیدا کیا، ابن الحاج اپنی کتاب ''المدخل'' میں فرماتے ہیں کہ کیوں کہ اللہ نے جب چھ دن میں دنیا کو بنایا، پیر کے دن درختوں کو بنایا، اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی پاک ﷺ کو بھی پیر کے دن پیدا کیا؛ کیوں کہ پوری انسانیت میں آقا ﷺ کی پیدائش کے ذریعہ سے سرسبز وشادابی آئی ہے، سوائے پیر کے دن کے اور سوائے ربیع الاول کے مہینہ کے کوئی تاریخ نہ آپ ﷺ کی پیدائش کی طے ہے اور نہ ہی انتقال کی طے ہے، پیدائش کی تو طے ہے ہی نہیں، اس سلسلہ میں بریلوی علماء، دیوبندی علماء، اہل حدیث علماء اور جماعت اسلامی کے علماء کا اتفاق ہے، اور پھر جو دن پیدائش کا ہو وہی دن انتقال کا بھی ہو تو جشن منانے والا پیدائش پر جشن منا رہا ہے یا انتقال پر منا رہا ہے؟

ابولہب کو پتہ چلا کہ محمد پیدا ہوئے تو اس نے غلام اپنی باندی کو آزاد کر دیا، کسی نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ابولہب کے عذاب ہلکا کر دیا، اس وجہ سے کہ اس نے آپ ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں اپنی باندی کو آزاد کر دیا تھا، کافر کو اس کی نیکی کا بدلہ آخرت میں نہیں ملتا، صرف دنیا میں ملتا ہے، ابولہب نے آپ ﷺ کی پیدائش پر تو باندی کو آزاد کر دیا؛ لیکن جب اطاعت کی بات آئی تو انکار کر دیا، اب بتاؤ کہ باندی کو آزاد کرنا اصل بات ہے یا اطاعت کرنا اصل بات ہے؟ یہ اصل بات ہے کہ اطاعت کی جائے۔

عشق رسول ﷺ کا تقاضہ:

ہم لوگوں کی زندگیوں کا بڑا عجیب حال ہے، میں بھی سیرت کے جلسوں میں بولتا ہوں، آپ بھی سنتے اور بولتے ہیں؛ لیکن حقیقی اتباع اور نقالی کی کوشش نہیں کی جاتی، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ راستہ میں چل رہے ہیں، حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ راستہ میں چل رہے ہیں، دونوں کا واقعہ ہے، حضور ﷺ نے مسجد میں فرمایا: اجلسوا، بیٹھ جاؤ، یہ دونوں سڑک پر بیٹھ گئے، جب بات ختم ہوئی تب اٹھے، لوگوں نے کہا، خود حضور ﷺ کو بھی پتہ چلا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تمہاری اطاعت میں ترقی عطا فرمائے، اللہ تمہاری اطاعت میں برکت عطا فرمائے۔

عشق کا تقاضہ یہ ہے کہ بادشاہ کے دربار میں حضرت جثامہؓ سونے کی کرسی پر بیٹھے ہیں، کسی نے بتایا کہ جس کرسی پر آپ بیٹھے ہیں یہ سونے کی ہے اور سونا مردوں کے لئے حرام ہے، حضرت جثامہؓ فوراً نیچے بیٹھ گئے، یہ کوئی آسان بات نہیں ہے۔

دماغ کے خلاف چلنا، سوسائٹی کے خلاف چلنا یہ کوئی آسان کام نہیں ہے، اس کے لئے اندر سے بہت زیادہ عشق کی حرارت اور عشق کی قوت چاہئے، حضرت جثامہؓ نیچے بیٹھ گئے، لوگوں نے کہا کہ آپ کرسی چھوڑ کر نیچے کیوں بیٹھ گئے؟ فرمانے لگے کہ میرے نبی ﷺ نے مردوں کے لئے سونے کا استعمال حرام کر دیا ہے۔

حضرت آقا ﷺ نے حضرت خریبؓ کے بارے میں فرمایا کہ خریب بڑا پیارا آدمی ہے، بس بال زیادہ بڑے ہیں اور کپڑا ٹخنوں کے نیچے ہے، یہ دو کمیاں ہیں، جب حضرت خریبؓ کو اس بارے میں پتہ چلا تو قینچی لی اور خلاف سنت بالوں کو کاٹ دیا، قینچی لی اور جو کپڑا ٹخنوں کے نیچے لٹک رہا تھا اسے بھی کاٹ دیا۔

حقیقی محبت اطاعت سے ہوتی ہے، وائل بن حجرؓ آئے، حضور ﷺ نے ذباب (مکھی) یا کوئی چیز دیکھی تو اس پر ٹوکتے ہوئے کہا، انہوں نے سمجھا کہ شاید آقا ﷺ بالوں کے بارے میں فرمارہے ہیں، حضرت وائل بن حجرؓ نے بال ختم کر دئے، حضور ﷺ نے بال کیوں ختم کئے؟ تو کہنے لگے کہ آپ ذباب کہہ رہے تھے اس لئے کاٹ لیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں میں نے بال کٹانے کے لئے نہیں کہا تھا، تم نے کٹا لیا تو اچھا کیا۔

آدمی اشاروں پر قربان ہوجاتا ہے جب حقیقی محبت ہوتی ہے، عادت ڈالو اطاعت کرنے کی، آدمی بیت الخلاء میں سیدھا پیر پہلے ڈال رہا ہے تو نکل جاؤ اور تین مرتبہ، چار مرتبہ، پانچ مرتبہ بائیں پیر سے داخل ہونے کی عادت ڈالو، کپڑا اتارتے ہوئے میں نے پہلے سیدھا اتار دیا، پھر سے پہن لو، پھر دوبارہ اتارو، پہلے بایاں اتارو پھر دایاں۔

پہلے بہ مشقت سنتوں کا عادی بنایا جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ عادتوں کو سنت بنادیتے ہیں اور سنت آدمی کو ولی بنادیتی ہے، اللہ کا محبوب بنادیتی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ کے جسم پر کسم کے رنگ کی ایک چادر تھی، حضور ﷺ نے کچھ ناگواری کا اظہار فرمایا، انہوں نے اسے لے جاکر بھٹی میں ڈال دیا، گھر میں عورتوں کے دیدیتے، نہیں نہیں، میرے محبوب نے اسے ناپسند کیا اس لئے اب اسے

کوئی اپنے جسم پر نہیں لگا سکتا، میں اسے اپنے جسم پر یا اپنے گھر میں بھی رکھ نہیں سکتا۔

یہ کیسی محبت ہے؟

یہ کیسی محبت ہے کہ سوائے ۱۲ / ربیع الاول اور مخصوص رواجی سنتوں کے علاوہ کہیں اور نظر نہیں آتی؟ نکاح کا موقع آجائے، کتنے بلند ہمت لوگ ہیں کہ جو اپنی عورتوں کے خلاف سنت والا نکاح کرنے کی ہمت رکھتے ہیں؟ ایک اللہ والے کے گھر میں گھر والی نے کہا کہ حضرت! گوشت لائے ہوئے بہت دن ہوگئے ہیں، گوشت لے آیئے! ان اللہ والوں نے کہا کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں، اس بیوی نے کہا کہ قصاب آپ کو پہچانتا ہے، اس سے ادھار لے آیئے، ان اللہ والوں نے کہا کہ میں سادہ کھانے کی مشقت تو اٹھا سکتا ہوں؛ لیکن قرض کی ذلت نہیں اٹھا سکتا۔

یہ سنت ہے کہ بلا وجہ قرض نہ لو، بہت زیادہ مجبوری ہو تو لے سکتے ہیں، لینے کے بعد ادائیگی کا انتظام کیا جائے، ادائیگی کی نیت کی جائے، ہماری زندگیوں سے غیرت نکل گئی، سودی قرض تک لوگ لیتے ہیں، اور کس لئے لیتے ہیں؟ عقیقہ کی دعوت کے لئے، ختنہ کی دعوت کے لئے، ولیمہ کی دعوت کے لئے، بچہ کے برتھ ڈے منانے کے لئے اور نہ جانے کون کون سی ناجائز اور حد سے تجاوز کرنے والی رسموں کے لئے سودی قرض لیا جاتا ہے۔

حضرت نبی پاک ﷺ نے دعا مانگی کہ اے اللہ! میں کفر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں اور قرض سے بھی آپ کی پناہ چاہتا ہوں، تم جب بھی کسی گاڑی میں بیٹھو، جب بھی کسی اولا اور اوبر (OLA/UBER) میں بیٹھو، جب بھی عورتوں کی مجلس میں بیٹھو تو انہیں سمجھاؤ کہ سود حرام ہے، دنیا میں کبھی بینک کے سسٹم اور انٹرسٹ سسٹم سے دنیا کی مہنگائی ختم نہیں ہوسکتی، دنیا کی غربت ختم نہیں ہوسکتی، اور ڈیموکریسی سسٹم سے جمہوری نظام سے انصاف زندہ نہیں ہوسکتا۔

اسلاف کے طریقہ کو اپناؤ:

پیچھے آؤ، پیچھے آؤ، خلافت پر آؤ، امارت پر آؤ، خلافت راشدہ پر آؤ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیاسی نظریات پر آؤ، ان کے غیر سودی انٹرسٹ سسٹم پر آؤ، قناعت پر آؤ، سادگی پر آؤ، خواہشات کو ضبط کرنے پر آؤ، حرام کی طرف نہیں، حلال کی طرف آؤ، ظلم کی طرف نہیں انصاف کی طرف آؤ، جب تک ظلم کرتے رہو گے جہنم کی آگ اپنے اوپر دہکاتے رہو گے، سود کے عذاب کی وجہ سے تمہارے ہوش اڑ جائیں گے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انسانیت پر احسان ہے، صحابہؓ پر احسان ہے کہ انہوں نے انہیں سودی زندگی سے نکالا، صحابہ اپنے کھیتوں میں رہ کر بھی غلام، اپنے گھروں میں رہ کر بھی بے آسرا، یہودیوں کے پاس گھروں کو گروی رکھ دیا تھا، باغوں کو گروی رکھ دیا تھا، حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سود سے توبہ کروائی، شراب اور سود کا گناہ لوگوں کو بتلاؤ، شراب کا گناہ دعا چالیس دن تک قبول نہیں ہوگی، شراب کا گناہ اولاد کے لئے غلط نمونہ، شراب کا گناہ بیٹیوں کو کوئی اپنانے کے لئے تیار نہیں، خود بھی ناجائز راستہ پر اور گھر کی عورتیں بھی حرام طریقہ پر۔

موجودہ زمانہ میں گناہوں کی کثرت:

میرے عزیزو! اس گناہ کو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلایا، آج ساری دنیا کی حکومتیں شراب کو گناہ نہیں ماننا چاہتی ہیں، آج زنا کو گناہ نہیں ماننا چاہتی ہیں، شراب، زنا اور سود نے انسانیت کو تباہ کر دیا، سڑکوں پر حادثے عام ہو گئے، قانون ایک طرف کہتا ہے کہ شراب پی کر ڈرائیونگ نہ کرو، دوسری طرف شراب کی دکانیں کھلے عام چوبیس گھنٹے کھلی رہتی ہیں، ایک طرف قانون کہتا ہے کہ آدمی زنا بھی کرے تو وہاں سے جہاں پر اسے پرمشن دی گئی، سرٹیفکٹ دیا گیا، یعنی قانونی طور پر زنا کرے، غیر قانونی طور پر تعلق قائم نہ کرے، ایک

طرف وہ یہ بھی کہتا ہے کہ تمہیں شراب پینے کی اجازت دی جائے گی، عدالتوں میں مقدمات کے انبار ہیں، کوئی سنبھالنے والا نہیں ہے، کوئی نمٹانے والا نہیں ہے، ان تین گناہوں شراب، سود اور زنا نے انسانیت کو تباہی کی طرف پہنچا دیا ہے۔

اسلام کہتا ہے کہ گناہ کی اجازت نہیں دی جاسکتی، زنا کی اجازت نہیں دی جاسکتی، شراب نوشی کی اجازت نہیں دی جاسکتی، جب آدمی گناہ کرے گا تو وہ ضرور بے لگام ہوگا، نفس اسے ضبط کرنے نہیں دیتا ہے، گناہ کا مٹا دینا ہی ایک حل ہے، اسے جائز کرنا اور اس کی اجازت دینا، سرٹیفکیٹ دینا یہ اس کو سولیوشن نہیں ہے، یہ حل نہیں ہے، یہ انسانیت کو تباہ تو کرسکتا ہے، آباد نہیں کرسکتا۔

حجۃ الوداع میں حضرت نبی پاک ﷺ نے بیان فرمایا کہ میں سب سے پہلے اپنے چچا کو جو مارکیٹ سے بڑا انٹرسٹ آنے والا ہے میں اسے ختم کر دیتا ہوں، ان کا اصل پیسہ تو واپس کیا جائے؛ لیکن سود اور انٹرسٹ کا پیسہ واپس نہ کیا جائے، حضرت نبی پاک ﷺ نے اپنے عمل سے غربت کا خاتمہ کیا، معاشی نابرابری اور پھر انسانی معاشی تباہی کو آپ ﷺ نے اپنے عمل سے ختم کر کے بتایا۔

عشق حقیقی کیا ہے؟

میرے عزیزو! محبت کا تقاضہ ہے کہ کبھی تنہائیوں میں درود شریف کی توفیق بھی تو ملے، عشق کا تقاضہ ہے حضرت محمد ﷺ کے شہر میں جانے، وہاں جینے اور مرنے کی تمنائیں بھی تو کبھی دل میں پیدا ہوں، حضرت امام مالکؒ نے پوری زندگی میں ایک حج کیا؛ حالاں کہ وہ مدینہ میں ہی رہتے تھے، اور وہ بھی ڈرتے ڈرتے کہ کہیں میں مکہ میں نہ مرجاؤں۔

ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں ایک بچہ ملا، بہت میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھا، انہوں نے بچہ سے کہا کہ بیٹا ہمارے ساتھ چلو، ہم تمہیں اچھا پڑھائیں گے، اچھا کھانا دیں گے، اچھے مدرسہ میں ڈالیں گے، تمہیں عالم بنائیں گے، تم بڑے آدمی بن جاؤ گے، چلو

ہمارے ساتھ، اس بچہ نے کہا اچھا! وہ تھوڑی دیر سوچنے لگا اور کہنے لگا کہ کیا آپ میرا پاسپورٹ بنادیں گے؟ ظفراحمد عثمانیؒ نے کہاہاں، بچہ نے پوچھا کہ یہ بتایئے کہ یہ جو ہرا گنبد نظرآرہا ہے کیا یہ وہاں آپ کے پاس ہے؟ ظفراحمد عثمانی صاحب نے کہانہیں بیٹا یہ ہمارے پاس نہیں ہے، اس کے لئے تو ہم وہاں سے یہاں آتے ہیں، اس بچہ نے یہ سن کر کہا کہ اگر یہ آپ کے ملک میں نہیں ہے تو پھر میں وہاں نہیں جاسکتا۔

ہماری کیا مردوں والی زندگی ہے کہ دن گذر جاتا ہے، آقا ﷺ پر ایک درود پڑھنا نصیب نہیں ہوتا، باپ کی یاد آجائے تو آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں، ماں کی یاد آجائے تو انسان تڑپ جاتا ہے، قبر پر حاضری دیتا ہے، ایصال ثواب کرتا ہے؛ لیکن آقا ﷺ کے حقوق نہیں جانتا۔

اماں جان حضرت عائشہؓ سے ایک عورت نے کہا کہ ذرا آقا ﷺ کی قبر تو دکھاؤ، اماں جان نے کپڑا اٹھایا اوراس نے دیکھا، ایک آہ نکلی اور وہ دنیا سے رخصت ہوگئی، عبداللہ بن زید ابن عبدربہ کھیت میں کام کررہے تھے، ایک بچہ نے آکر کہا چچا جان! آپ کو پتہ ہے آقا ﷺ دنیا سے چلے گئے، حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہؓ اس بچہ کے سہارے جنازے کے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ اے اللہ! میں نے کھیت میں دعا کی تھی، اےاللہ! اب میں محمد ﷺ کے بعد دنیا میں کسی اور کو دیکھنا نہیں چاہتا، آپ میری بینائی لے لیجئے۔

یہ عشق ہوا کرتا ہے، یہ تعلق کا حقیقی تقاضہ ہے کہ آدمی ان کی سیرت کو پڑھے، ان کا دیوانہ ہوجائے، حضرت عمروبن عاصؓ نے اپنی بہو سے پوچھا کہ بیٹا تم نے اپنے شوہر کو کیسے پایا؟ کہنے لگی کہ بڑے نمازی ہیں، حضرت عمروبن عاصؓ سمجھ گئے کہ بیٹا وقت نہیں دے رہا ہے، آپؓ حضور ﷺ کے پاس گئے اوراپنے بیٹے عبداللہ بن عمروبن عاصؓ کی شکایت کی کہ یارسول اللہ ﷺ! میرا بیٹا اپنی بیوی کو وقت نہیں دیتا ہے، حضور ﷺ نے حضرت عبد

اللہ بن عمرو بن عاص ؓ کو بلایا اور پوری زندگی کا شیڈول بنا کر دیا، اتنے دن میں قرآن ختم کیا کر، رات میں تہجد بھی پڑھا کر اور آرام بھی کیا کر، روزہ بھی رکھ اور افطار بھی کر، زندگی بے اعتدالی کے ساتھ نہیں گذاری جاتی، آقا ﷺ نے امت کو خوددار بنایا، ان نوجوانوں کو دیکھو، راتیں سڑکوں پر گذارتے ہیں، وہاں بوڑھی ماں دوائی کے لئے ترس رہی ہے، یہاں یہ دوائی کا انتظام کرنا نہیں چاہتا۔

حضور ﷺ کا انداز تربیت:

میرے عزیزو! اپنی زندگی کے معاملات کو درست کرو، اپنے ماتحتوں کا حق ادا کرو، اپنی بیویوں کا حق ادا کرو، بڑا ظلم ہو رہا ہے، ایک صحابی بڑی تیز رفتاری سے اونٹ کو ہانک رہے تھے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو، آہستہ چلاؤ، آپ ﷺ نے ان عورتوں کو بٹھا کر تیز سواری چلانے سے منع فرمایا، حضرت صفیہ ؓ اونٹنی پر بیٹھنا چاہ رہی تھیں، آپ ﷺ نے اپنا گھٹنہ بڑھایا کہ یہاں پیر رکھو پھر اونٹنی پر سوار ہوجاؤ، آپ ﷺ صاحب معراج ہیں، صاحب قاب قوسین ہیں، صاحب سدرۃ المنتہیٰ ہیں، صاحب مقام محمود ہیں، اپنے گھر میں جھاڑو لگا رہے ہیں، وہ اپنی چپل خود سی لیتے ہیں، اپنے کپڑے میں پیوند بھی لگا لیتے ہیں، اپنے گھر کی آوازوں کو اگر اونچی ہوجائیں تو سن بھی لیتے ہیں۔

آپ ﷺ نماز میں ہیں، سجدہ کی حالت میں ہیں، آپ ﷺ کی پیٹھ پر سجدہ کی حالت میں حضرت حسن وحسین ؓ بیٹھ گئے تو آپ ﷺ نے سجدہ لمبا کردیا، ہم تو اسے عیب سمجھتے ہیں اور حضور ﷺ اپنے نواسوں کو اپنے کندھے پر لے جاتے تھے، ایک صحابی ؓ نے دیکھ کر کہا کہ سوار بھی بڑا اچھا ہے اور سواری بھی بڑی اچھی ہے۔

ہمارے یہاں اگر بچہ ستائے تو اسے دو طریقوں سے خاموش کراتے ہیں، یا تو اس کے ہاتھ میں فون تھما دیتے ہیں یا اس کی پٹائی کردیتے ہیں، اس کے علاوہ کوئی تیسرا طریقہ ہمیں

اپنی اولاد کو سنبھالنے کا نہیں آتا ہے، وہاں حضرت آقا ﷺ بھری محفل میں پوچھ رہے ہیں کہ اس سوال کا جواب کون دے گا؟ بچہ جواب دیتا ہے، عبداللہ بن عمرؓ جواب دیتے ہیں، عبد اللہ بن عباسؓ جواب دیتے ہیں، اس طرح کے مختلف واقعات ہیں، آپ ﷺ نے سمجھایا کہ انس! تم نے دیر کردی، ہمیں مشقت میں ڈال دیا، تمہیں کام کے لئے بھیجا تھا؛ لیکن راستہ میں تماشہ دیکھنے میں لگ گئے۔

ایک صحابیؓ نے آکر کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ مجھے زنا کرنے کی اجازت دے دیجئے، آپ ﷺ اسے سمجھا رہے ہیں، اس کی کونسلنگ کر رہے ہیں، اس کی ذہن سازی کر رہے ہیں، بیٹی اپنا دکھڑا سناتی ہیں تو آپ ﷺ انہیں دلاسہ دیتے ہیں، حضرت فاطمہؓ دکھڑا سناتی ہیں کہ میرے علی کو یوں ہوگیا، یوں ہوگیا، آپ ﷺ اپنی بیٹی سے فرماتے ہیں کہ بیٹی! میں نے تو تمہارا نکاح قریش کے افضل ترین جوان کے ساتھ کیا ہے، بیٹی کا اعتماد داماد پر بڑھاتے ہیں، ہٹاتے نہیں ہیں، بدل دل نہیں کرتے۔

ہماری بربادیوں کی اصل وجہ:

میرے عزیزو! سیکھو! آج ساری بربادیاں اور تباہیاں محمد ﷺ کی زندگی اور آپ ﷺ کی سیرت سے دوری کی وجہ سے ہیں، مبسوط میں لکھا ہے کہ حضرت آقا ﷺ گھر کے سالن کے بارے میں اپنی عورتوں سے مشورہ کرتے تھے، دودھ چھڑانا عورتوں کا کام ہے آپ ﷺ اس میں بھی مشورہ کر رہے ہیں، آج ہمارے یہاں مشورہ کا مزاج ختم ہوگیا ہے، اپنی بیوی سے کوئی مشورہ نہیں ہوتا، اپنی اولاد سے کوئی مشورہ نہیں ہوتا، اپنی اولاد کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرو، اپنی بیوی کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرو، لوگ اپنی اولاد کے ساتھ اچھی زبان استعمال نہیں کرتے ہیں، اپنی اولاد کے درمیان برابری کا معاملہ کرو۔

حضرت رسول پاک ﷺ نے مہذب انداز سے، سلیقہ مندی کے ساتھ چھوٹے بچوں کا اکرام فرمایا، حضرت بلالؓ کی وفات کا وقت قریب آیا، ان کی بیوی نے کہا ہائے

میرے شوہر کی تکلیف! حضرت بلالؓ نے فرمایا وا مرحبا، ہائے خوشی کا موقع! اب روح نکلے گی اور محمد ﷺ اور ساتھیوں سے ملاقات ہو جائے گی۔

ہم عیسائیوں کی زندگی گذارنا چاہتے ہیں اور صحابہ کی زندگی کو بھلا دیتے ہیں، ہم عیسائیوں کا لباس پہننا چاہتے ہیں اور صحابہؓ کی موت کو بھلا دیتے ہیں، یہ نہیں ہوسکتا، جیسے مروگے ویسے ہی اٹھائے جاؤ گے۔

بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ، وہ فرماتے تھے کہ جب میں کسی ڈاڑھی مونڈنے والے جنازے کو دیکھتا ہوں تو روح کانپ جاتی ہے کہ یہ قبر میں اپنے نبی کو کیسے پہچانے گا؟

اللہ تعالیٰ مجھے بھی قبول فرمائے، آپ کو بھی قبول فرمائے، سنتوں کے لئے دعوت کے لئے، ان کے معاملات کے لئے، ان کی معاشرت کے لئے اور میلاد النبی ﷺ کے حقیقی پیغام کو اللہ تعالیٰ ان مجالس کو بجائے رسمی ہونے کے حقیقی پیغام لے کر اٹھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین